دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟
ایک حدیث پاک کی وضاحت

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FSD 8489 تاریخ:04.09.2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ گردش کر رہی ہے، جس میں یہ حدیثِ پاک مذکور ہے: "بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کا پیشاب لگ جائے، تو اسے دھویا جائے گا۔" لہٰذا بچے کا پیشاب بچی کے پیشاب کی طرح ناپاک نہیں ہوتا، ورنہ اسے بھی دھونے کا حکم دیا جاتا۔ شرعی رہنمائی فرمائیں کہ کیا واقعی ایسی کوئی حدیثِ پاک موجود ہے؟ اور کیا شیر خوار بچے کا پیشاب ناپاک نہیں ہوتا؟ اگر کپڑے پر لگ جائے، تو کیا اسے دھونا ضروری نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

دودھ پیتے بچے کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے، جس طرح چھوٹی بچی اور بڑے افراد کا پیشاب ناپاک ہے کہ حدیثِ پاک میں مطلقاً پیشاب سے بچنے کی تعلیم فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:"استنزهوا من البول ، فان عامة عذاب القبر منه "یعنی پیشاب کے چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ (دارقطنی، کتاب الطهارة، باب نجاسة البول، جلد1، صفحہ232، مطبوعہ مؤسسة الرسالہ، بیروت)

حدیثِ پاک میں پیشاب سے بچنے کا حکم اس کے نجس ہونے کی وجہ سے ہے اور یہاں بچی، بچے یا بڑے افراد کے پیشاب کے درمیان کوئی فرق بیان نہیں کیا گیا۔ لہٰذا بچے کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے کہ

اگر کپڑوں یا بدن پر لگ جائے، تو بقدرِ درہم ہونے کی صورت میں باقاعدہ دھو کر پاک کرنا واجب ہے، بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی، تو واجب الاعادہ ہو گی اور اگر درہم کی مقدار سے زیادہ لگ جائے، تو پاک کر کے نماز پڑھنا فرض ہے، بغیر پاک کیے سرے سے نماز ہی نہیں ہو گی۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”کل مایخرج من بدن الانسان مما یوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمني والمذي...و كذلك بول الصغير والصغيرة اكلا أو لا“ ترجمہ: ہر وہ چیز جو انسانی بدن سے نکلے اور اس کا خروج وضو یا غسل کو واجب کرنے والا ہو، تو وہ نجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ ، پیشاب، منی ، مذی ، اسی طرح چھوٹے بچے اور بچی کا پیشاب، خواہ یہ کھانا کھاتے ہوں یا نہ کھاتے ہوں۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب الطهارة، الباب السابع، جلد1، صفحہ46، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ (سالِ وفات: 1367ھ / 1947ء) لکھتے ہیں: ” دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے، محض غلط ہے۔“

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ”دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے یا بدن میں لگا ہے، تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا۔“

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ390، 399، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حدیثِ پاک میں چھوٹے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کی اور بچی کے پیشاب کو دھونے کی تعلیم ہے، تو اس حوالے سے چند طرح کی روایات بیان کی جاتی ہیں:

(1) ”يغسل بول الجارية وينضح بول الغلام“ یعنی بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑ کا جائے گا۔

(2) ”يغسل من بول الجارية ويرش من بول الغلام“ یعنی بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا

اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا۔

(3)"أنه يصب من الغلام ويغسل من الجارية"یعنی بچے کے پیشاب پر پانی بہایا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

(4)"فبال علی ثوبه، فدعا بماء، فنضحه ولم يغسله "یعنی نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک بچے کو لایا گیا اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پانی منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا اور اس کو (مل کر) نہیں دھویا۔

ان کے علاوہ بالفاظِ دیگر کچھ روایات بیان کی جاتی ہیں، لیکن ان روایات کا بنیادی مفہوم بھی یہی ہے۔

ان تمام روایات کا مطالعہ کیا جائے، تو کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ بچے کا پیشاب بچی یا بڑے افراد کے پیشاب کی طرح ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ ان روایات کا زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بچے کے پیشاب کو دھونے میں مبالغے اور خوب مَل کر دھونے کی تعلیم نہیں فرمائی۔

اس موضوع پر جتنی بھی روایات بیان کی جاتی ہیں، ان میں تین طرح کے صیغے استعمال ہوئے ہیں: (1) صبّ، یصبّ یعنی بہانا (2) رش، یرش یعنی چھڑکنا (3) نضح، ینضح یعنی چھڑکنا۔ ان سب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) بعض روایات میں " صبّ " کے الفاظ ہیں، جس کا معنٰی ہے: بہانا۔ اور یہ لفظ دھونے کے معنٰی میں ہی استعمال ہوتا ہے، اس لحاظ سے معنٰی یہ بنے گا کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پیشاب کی جگہ پر پانی بہا کر دھونے کی تعلیم فرمائی اور اس معنٰی کے لحاظ سے اس کلمہ کے ساتھ آنے والی روایات دھونے کے معنٰی میں صریح ہیں، جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح دیگر افراد کے پیشاب کو دھویا جائے گا، یونہی بچے کے پیشاب کو بھی دھونے کا حکم ہے۔

چنانچہ مسند احمد، سنن کبریٰ، معجم کبیر، جمع الجوامع، شرح معانی الآثار اور دیگر کتبِ احادیث میں

ہے،واللفظ للاوّل:”عن عائشة قالت: كان رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم يؤتى بالصبيان فيدعو لهم، وإنه أتي بصبي، فبال عليه، فقال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم: صبوا عليه الماء صبا“ ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں بچوں کو لایا جاتا، تو آپ ان کے لیے دعا کیا کرتے، اسی طرح ایک بچے کو لایا گیا، تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس پر پانی بہا دو۔

(مسند احمد، مسند الصدیقہ عائشہ، جزء 40، صفحہ 225، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

(3،2) اور دیگر بعض روایات میں "یرشّ، ینضح" کے صیغے آئے ہیں، لغوی اعتبار سے یرشّ، ینضح اور یغسل کے معنٰی میں اگرچہ کچھ فرق ہے، لیکن لغتِ عرب کو جاننے والا اور احادیثِ طیبہ کا بغور مطالعہ کرنے والا شخص اس بات سے واقف ہو گا کہ بعض اوقات نضح، ینضح اور رشّ، یرشّ کا صیغہ ذکر کر کے "غسل" یعنی دھونا مراد لیا جاتا ہے، چنانچہ عمدۃ القاری، نخب الافکار، اللباب و غیرہا دیگر کتبِ شروح احادیث و فقہ میں ہے، واللفظ للاوّل:”وأجابوا عن ذلك بأن النضح هو صب الماء لأن العرب تسمي ذلك نضحا، وقد يذكر ويراد به الغسل، وكذلك الرش يذكر ويراد به الغسل“ ترجمہ: (وہ روایات جن میں "نضح" اور "رشّ" کے الفاظ آئے ہیں) ان کا جواب ہمارے علمائے کرام نے یہ دیا کہ "نضح" کا معنٰی ہو گا، پانی بہانا، کیونکہ اہلِ عرب اسی کو "نضح" کا نام دے دیتے ہیں اور بعض اوقات "نضح" کا صیغہ ذکر کر کے، اس سے "غسل" یعنی دھونا مراد لیتے ہیں، یونہی بعض اوقات "رشّ" کا صیغہ ذکر کر کے اس سے مراد غسل لیا جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، جلد 3، صفحہ 130، مطبوعہ بیروت)

"نضح" بمعنٰی "غسل" کی امثلہ:

(1) سنن ابو داؤد میں ہے: حضرت مقداد بن اسود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ان کو نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کرنے کا حکم دیا کہ ایک

شخص اپنی اہلیہ کے قریب جاتا ہے، تو اس کو مذی اتر آتی ہے، اس پر کیا لازم ہو گا؟ تو حضرت مقداد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: ”إذا وجد أحد کم ذلك فلينضح فرجه وليتوضأ وضوءه للصلاة “ یعنی جب تم میں سے کوئی ایسی صورت پائے، تو اسے چاہیے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور وضو کر کے نماز پڑھے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب المذی، جلد 1، صفحہ 39، مطبوعہ لاہور)

اس حدیثِ پاک میں "فلینضح" کا لفظ "فلیغسل" کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے اور اس پر دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے، جس میں "ینضح" کی جگہ "یغسل" کا لفظ ذکر کیا گیا، چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے: ” فقال: يغسل ذكره ويتوضأ“ فرمایا: اپنی شرمگاہ کو دھولے اور وضو کرے۔ **(صحیح المسلم، کتاب الحیض، باب المذی، جلد 1، صفحہ 177، مطبوعہ لاہور)**

دونوں کتابوں میں ایک ہی واقعہ ہے اور دونوں میں راوی بھی ایک ہی ہیں، لیکن ایک جگہ "ینضح" کے الفاظ ہیں اور دوسری جگہ "یغسل" کے الفاظ موجود ہیں، معلوم ہوا کہ بعض اوقات "نضح" کا صیغہ ذکر کر کے "غسل" مراد لیا جاتا ہے، چنانچہ امام نووی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ اسی واقعہ کے متعلق چند روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ” وأما قوله: ”وانضح فرجک“ فمعناه: ”اغسله“ فإن النضح يكون غسلا ويكون رشا وقد جاء في الرواية الأخرىٰ: يغسل ذكره، فتعين حمل النضح عليه “ یعنی نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس فرمان "وانضح فرجک" کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولو کہ "نضح" یہاں دھونے کے معنیٰ میں ہے اور دوسری روایت میں "یغسل ذکرہ" کے الفاظ ہیں، جس سے یہ متعین ہو گیا کہ "نضح" یہاں پر "غسل" کے معنیٰ پر ہی محمول کیا جائے گا۔

(شرح النووی علی المسلم، کتاب الحیض، باب المذی، جلد 3، صفحہ 213، مطبوعہ بیروت)

(2) جامع ترمذی وغیرہ میں ایک صحابی کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی

عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں اپنے کثیر المذی ہونے کا ذکر کر کے مسئلہ دریافت کیا اور عرض کی کہ بعض اوقات میرے کپڑوں کو بھی لگ جاتی ہے میں کیا کروں ؟ تو نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”أن تأخذ کفا من ماء فتنضح به من ثوبك حیث یری أنه أصابه“ یعنی کپڑے پر جہاں نجاست دیکھو، ہتھیلی میں پانی لے کر اس پر بہادو۔

امام ترمذی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ اس حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”وقد اختلف أهل العلم في المذي یصیب الثوب، فقال بعضهم: لا یجزئ إلا الغَسل، وهو قول الشافعي و اسحاق“ یعنی کپڑوں پر مذی لگ جانے کی صورت میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ دھونا ہی ضروری ہے، اور یہی امامِ شافعی و امام اسحاق عَلَیۡہِمَا الرَّحۡمَۃ کا قول ہے۔

(سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب المذی یصیب الثوب، جلد 1، صفحہ 125، مطبوعہ لاہور)

بچے کے پیشاب کا بچی اور بڑے افراد کے مقابلے میں ہلکا حکم بیان کرنے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر کپڑے پر مذی لگ جائے، تو اسے باقاعدہ دھو کر پاک کرنا ضروری ہے، خالی پانی چھڑک دینا کافی نہیں، حالانکہ مذی کے متعلق اوپر ذکر کردہ حدیثِ پاک میں "فتنضح" کے الفاظ ہیں، جس کے لغوی معنیٰ چھڑکنا ہیں، لیکن پھر بھی یہ حضرات یہ نہیں کہتے کہ کپڑوں پر مذی لگ جانے کی صورت میں پانی چھڑک دینا کافی ہے، بلکہ اس حدیثِ پاک کے لفظ "فتنضح" کو "فتغسل" یعنی دھونے کے معنیٰ میں ہی استعمال کرتے ہیں، (جیسا کہ امام ترمذی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کے تبصرہ سے واضح ہے) تو جس طرح اس حدیثِ پاک میں "فتنضح" کا صیغہ "فتغسل" یعنی دھونے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، اسی طرح بچے کے پیشاب کے متعلق وارد احادیث میں بھی "ینضح" کا لفظ "یغسل" یعنی دھونے کے معنی پر محمول ہوگا۔

"رش" بمعنیٰ "غسل" کی امثلہ:

(1) صحیح بخاری میں ہے: ایک دفعہ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُمَا نے نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وضو کے طریقہ کو حکایت کیا: ” أخذ غرفة من ماء فرش علی رجله الیمنی

حتی غسلھا" یعنی آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے پانی کا چلو لیا اور آہستہ آہستہ اپنے دائیں پاؤں پر بہایا یہاں تک کہ پاؤں کو دھولیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، جلد 1، صفحہ 87، مطبوعہ لاھور)

اس روایت میں "رشّ" کا معنٰی ہے: تھوڑا تھوڑا پانی بہانا۔ اور غور کیا جائے، تو دھونے کا بھی یہی معنٰی ہے کہ تھوڑا تھوڑا پانی اس انداز سے بہایا جائے کہ عضو ڈھل جائے، لہٰذا جس طرح اس روایت میں "رشّ" کو "غسل" پر محمول کیا گیا ہے، یونہی بچے کے پیشاب کے متعلق وارد روایات میں موجود لفظ "رشّ" کو "غسل" پر محمول کیا جائے گا، چنانچہ شارحِ بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 855ھ/1451ء) لکھتے ہیں: "أن الرش یذکر ویراد به الغسل، فقد صح عن ابن عباس، رضي اللہ تعالی عنھما، أنه لما حکی وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أخذ غرفة من ماء فرش علی رجله الیمنی حتی غسلھا، وأراد بالرش ھھنا صب الماء قلیلا قلیلا، وھو الغسل بعینه" یعنی بعض اوقات "رشّ" کا لفظ ذکر کیا جاتا ہے اور مراد "غسل" لیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے صحیح حدیث مروی ہے۔۔۔ الخ۔ یہاں "رشّ" کا معنی ہے: تھوڑا تھوڑا پانی بہانا اور اسی کو تو دھونا کہتے ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، باب بول الصبیان، جلد 3، صفحہ 131، مطبوعہ بیروت)

(2) سنن ترمذی میں ہے: حضرت اسما رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک عورت نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی، یارسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بعض اوقات ہمارے کپڑوں پر حیض کا خون لگ جاتا ہے، ہم کیا کریں؟ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "حتیه ثم اقرصیه ثم رشیه وصلي فیه" یعنی پہلے کھرچو، پھر رگڑو، پھر پانی سے دھوؤ اور اس میں نماز پڑھو۔ اور بخاری و مسلم کی روایت میں "رشیه" کی جگہ "تنضحه" کے الفاظ ہیں۔

(سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، ماجاء فی غسل دم الحیض من الثوب، جلد 1، صفحہ 131، مطبوعہ لاھور)

(صحیح المسلم، کتاب الطھارۃ، باب نجاسۃ الدم، جلد 1، صفحہ 174، مطبوعہ لاہور)

"رشیہ" اور "تنضحہ" دونوں کا لغوی معنیٰ: پانی چھڑکنا ہے، لیکن یہاں حدیثِ پاک میں دونوں صیغے دھونے کے معنیٰ پر محمول ہیں اور جو حضرات شیر خوار بچے کے پیشاب کے متعلق ہلکا حکم بیان کرتے ہیں، وہ بھی حیض کے خون آلودہ کپڑوں پر خالی پانی چھڑک دینے کو کافی قرار نہیں دیتے، بلکہ دھونے کا ہی حکم دیتے ہیں اور حدیثِ پاک کے لفظ "رشیہ" اور "تنضحہ" کو غسل پر محمول کرنا ضروری سمجھتے ہیں، چنانچہ امام ترمذی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ مذکورہ بالا حدیثِ پاک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وقال الشافعی: یجب علیه الغَسل وإن كان أقل من قدر الدرهم وشدد في ذلک "ترجمہ: امام شافعی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فرماتے ہیں: اگرچہ حیض کا خون درہم کی مقدار سے بھی کم ہو، تب بھی اس کو دھونا ضروری ہے (پانی چھڑک دینا کافی نہیں) اور امام شافعی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے اس معاملے میں شدت فرمائی ہے۔

(سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، ماجاء فی غسل دم الحیض من الثوب، جلد 1، صفحہ 131، مطبوعہ لاہور)

اور امام شرف الدین نَوَوِی شافعی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ لکھتے ہیں: "ومعنى تنضحه تغسله وهو بكسر الضاد كذا قاله الجوهري وغيره وفي هذا الحديث وجوب غسل النجاسة بالماء "ترجمہ:" تنضحہ "کا معنیٰ" تغسلہ "ہے اور یہ کلمہ ض کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا، یونہی علامہ جوہری وغیرہ کا قول ہے اور اس حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے کہ حیض کی نجاست کو پانی کے ساتھ دھونا واجب و ضروری ہے (پانی چھڑک دینا کافی نہیں)۔

(شرح النووی علی المسلم، کتاب الطھارۃ، جلد 3، صفحہ 199، مطبوعہ بیروت)

لہٰذا جب ان روایات میں یہ مراد لی جاسکتی ہے، تو ضروری ہے کہ بچے کے پیشاب کے متعلق وارد ہونے والے الفاظ کو بھی دھونے پر محمول کیا جائے اور مراد یوں بیان کی جائے کہ بچے کے پیشاب کو بھی پانی سے دھویا جائے گا، صرف پانی چھڑک دینا کافی نہیں، ہاں! رگڑ کر مبالغۃً دھونا ضروری نہیں۔

چنانچہ علامہ بدر الدین عینی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نتیجہ و خلاصۂ حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "فلما

ثبت أن النضح والرش يذكران ويراد بهما الغسل، وجب حمل ما جاء في هذا الباب من النضح والرش على الغسل بمعنى إسالة الماء عليه من غير عرك، لأنه متى صب الماء عليه قليلا قليلا حتى تقاطر وسال حصل الغسل، لأن الغسل هو الاسالة، فافهم ”ترجمہ: جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ "نضح" اور "رشّ" کو ذکر کر کے "غسل" یعنی دھونا مراد لیا جاتا ہے، تو بچے کے پیشاب کے متعلق بیان کردہ احادیث میں موجود "نضح" اور "رشّ" کے الفاظ کو "غسل" یعنی دھونے پر محمول کرنا واجب ہے اور معنیٰ یہ ہو گا کہ کپڑے کو ملے بغیر اس پر پانی بہانا۔ اس لیے کہ جب کپڑے پر تھوڑا تھوڑا پانی بہایا جائے گا، یہاں تک اس سے قطرے بہنا شروع ہو جائیں، تو اسی سے غَسل یعنی دھونے کا مفہوم حاصل ہو جائے گا، کیونکہ اس طرح پانی کا بہہ جانا ہی، غَسل یعنی دھونا ہے، تو اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔ (عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، جلد 3، صفحہ 131، مطبوعہ بیروت)

اشکال: آپ نے کہا احادیثِ طیبہ میں مذکور "نضح" اور "رشّ" کے الفاظ کا معنیٰ چھینٹے مارنا یا پانی چھڑک دینا نہیں ہو گا، بلکہ ان دونوں کلمات کو غَسل یعنی دھونے کے معنیٰ پر محمول کیا جائے گا اور اس پر آپ نے دیگر نظائر و قرائن پیش کیے، لیکن ان کو دھونے کے معنیٰ پر محمول کرنا اس وقت درست ہے، جب کوئی مانع موجود نہ ہو، اگر کوئی مانع موجود ہو، تو اس صورت میں ان کو دھونے کے معنیٰ پر محمول نہیں کر سکتے، ہم آپ کو صحیح بخاری کی ایسی روایت پیش کرتے ہیں، جس میں واضح قرینہ و دلیل موجود ہے کہ لفظِ "نضح" کو دھونے کے معنیٰ پر محمول نہیں کر سکتے، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ”عن أم قيس بنت محصن، أنها أتت بابن لها صغير، لم يأكل الطعام، إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأجلسه رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجره فبال على ثوبه، فدعا بماء، فنضحه ولم يغسله “ یعنی نبی کریم صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک بچے کو لایا گیا، اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، تو آپ صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پانی منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا اور اس کو دھویا نہیں۔ حدیثِ پاک کے الفاظ "ولم يغسله" واضح قرینہ ہے کہ "نضح" کے صیغہ کو "غسل" یعنی دھونے کے معنیٰ پر محمول نہیں کر سکتے، کیونکہ "لم يغسله" خود اس کی نفی کر رہا ہے۔

جواب: صحیح بخاری کی حدیثِ پاک میں بھی "فنضحه" کے صیغہ کو غسل یعنی دھونے کے معنیٰ پر ہی محمول کیا جائے گا اور "لم یغسلہ" کا معنیٰ یہ ہو گا کہ خوب مَل کر اور رگڑ کر نہیں دھویا۔ اس طرح تطبیق دینے سے تمام روایات قابلِ عمل قرار پائیں گی، ورنہ روایات میں تعارض باقی رہے گا، حالانکہ محدثین کرام احادیث میں بظاہر واقع ہونے والے تعارض کو رفع کرنے کا پہلا اور بنیادی حل یہی بیان فرماتے ہیں کہ ان میں حتی الامکان تطبیق کی جائے اور یہاں بھی احادیث کے درمیان تطبیق کرنا، ممکن ہے، لہٰذا اسی پر محمول کیا جائے گا۔

چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے:"فإن قلت: قد صرح في رواية مسلم وغيره: (فاتبعه بوله ولم يغسله)، فكيف يحمل النضح والرش على الغسل؟ قلت: معناه ولم يغسله بالعرك كما يغسل الثياب إذا أصابتها النجاسة، ونحن نقول به" ترجمہ: اگر یہ کہا جائے کہ مسلم وغیرہ کی روایت میں "لم یغسلہ" کے صریح الفاظ موجود ہیں، تو پھر کس طرح "نضح" اور "رشّ" کے الفاظ کو دھونے پر محمول کیا جا سکتا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ حدیثِ پاک کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے رگڑ کر نہیں دھویا، جس طرح کپڑوں کو نجاست لگ جائے، تو ان کو دھویا جاتا ہے۔ اور ہم اسی کے قائل ہیں۔ **(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، جلد3، صفحہ131، مطبوعہ بیروت)**

اور بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:" قلنا: "لم يغسله" محمول على نفي المبالغة فيه، وما ورد في الأحاديث من النضح المراد به الصب" ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ حدیثِ پاک میں مذکور کلمہ "لم یغسلہ" کو مبالغہ کی نفی پر محمول کریں گے اور احادیث میں جو "نضح" کا کلمہ مذکور ہے، تو اس کی مراد "بہانا" ہے۔ **(بنایہ، کتاب الطہارۃ، جلد1، صفحہ728، مطبوعہ بیروت)**

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

17 صفر المظفر 1445ھ/04 ستمبر 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے